کلش کو ہلاؤ۔

سوت جی کہتے ہیں۔ وشنو بھگوان کے بچن سُن کر اور اُن سے بل پاکر دیو اور دیت پھر سمندر کو متھنے لگے۔ اب اس سمندر سے بے شمار کرنوں والے، شانت مورتی ارجل پرکاش والے چاند پیدا ہُوئے۔ اس کے بعد گھی سے سفید کپڑے پہنے ہُوئے لکشمی دیوی پھر سُرا دیوی۔ پھر اوچیہ اشروا گھوڑا۔ پھر وشنو کے ہردے میں سے شوبھا دینے والی خوبصورت منی پیدا ہُوئی۔ کام۔ دھینو۔ کلپ ورکش اپسرا وغیرہ اور رتن بھی نکلے۔ یہ سب رتن آکاش مارگ سے ہو کر دیوتاؤں کے پاس چلے گئے۔ پھر سفید کمنڈل میں امرت لئے ہُوئے ساکشات دھنونتری دیو دکھائی دیئے۔ اس اَدبھُت لیلا کو دیکھ کر دیت لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یہ "ہمارا ہوگا" "یہ ہمارا ہوگا"۔ بڑا شور مچانے لگے۔

اس کے بعد چار دانتوں والا اور سفید رنگ کا ہاتھی اَیراوت نکلا۔ اسے اِندر نے لے لیا۔ تب بھی دیوتا اور دیت برابر ساگر کو متھتے گئے۔ اب اس سے دھوئیں کے ساتھ آگ کی مانند کال کوٹ نامی زہر نکلا جس نے ساری پرتھوی کو بیاکل کر ڈالا اس کی کڑوی گندھ سونگھ کر تینوں لوکوں کے جاندار بیہوش ہو گئے۔ یہ دیکھ کر برہما جی نے ترلوکی کی رکھشا کے لئے منتر روپ بھگوان مہشیور بھوانی پتی شنکر سے پرارتھنا کی شنکر بھگوان نے اُسی وقت اس زہر کو پی لیا۔ تبھی سے شیو جی کے گلے میں سیاہی آگئی۔ اور وہ نیل کنٹھ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اس اَدبھُت لیلا کو دیکھ کر امرت اور لکشمی کی طرف سے مایوس ہو کر دیت لوگ دیوتاؤں سے لڑنے جھگڑنے لگے۔ اور امرت کا کلش بھی چھین کر لے گئے۔ یہ حال دیکھ کر نارائین اپنی مایا سے استری کا موہنی رُوپ دھارن کر دیتوں کے چھلنے کو چلے۔ دیت اس رُوپ وتی استری کو دیکھ کر ایسے موہت ہُوئے کہ اُنہوں نے اس من موہنی کو امرت کا کلش دے دیا۔

راجہ پانڈو کی کتھا

راجہ پانڈو کو ہرن بھیس دھاری رشی کا سراپ

مہاراج جنمیجے نے کہا۔ براہمن! مہاراج پانڈو کے بیٹوں کے جنم کی کتھا بیان فرمائیے پانچوں پانڈو مہاتما اور اندر کی طرح پراکرمی تھے۔ انش اوتاروں کے بیان میں آپ نے انہیں دیوتاؤں کے انش سے پیدا شدہ بتلایا۔ میں جنم سے لے کر اُن کے سب لاثانی کارناموں کا بیان آپ کے منہ سے سُننا چاہتا ہُوں۔

شری ویشمپائن جی نے کہا۔ مہاراج! پانڈو شکار کے لئے شال بن میں ہمالیہ پہاڑ کی دکنی چوٹی پر جا کر رہنے لگے تھے۔ بہت سے ہرنوں اور درندوں سے بھرے ہُوئے اس بن میں گھومتے گھومتے پانڈو نے ایک دن ایک جگہ پر ایک ہرن اور ہرنی کو وہار (رنگ) کرتے دیکھا۔ اُنہوں نے اُسی وقت پانچ بان تاک کر اس ہرن کی طرف مارے مہاراج یہ مرگ درحقیقت ایک رشی کمار تھا۔ جو ہرن بھیس دھارنی اپنی بیوی کے ساتھ بے کھٹکے وہار کر رہا تھا۔ وہ ہرن ہرنی کے ساتھ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس نے ورلاپ کرتے ہُوئے انسانی زبان میں راجہ سے کہا:

مہاراج! کام اور کرودھ کے بس ہو کر بے سمجھ اور بے وقوف لوگ بھی ایسا سخت ظلم نہیں کرتے۔ عقل۔ دیو۔ (ہونی) کو ٹال نہیں سکتی۔ دیو ہی بدقسمتی کو بدل دیتا ہے۔ اسی وجہ سے عقلمند لوگ بھی قسمت کے کرائے کاموں کو کر ڈالتے ہیں نہیں تو دہرماتما بھرت خاندان میں پیدا ہو کر آپ کام اور لوبھ کے بس میں ہو کر ایسا قابلِ نفرت کام کیسے کر ڈالتے؟ یہ کام آپ نے اپنی شان کے شایاں نہیں کیا۔ پانڈو نے کہا؟ اے ہرن! دشمن راجہ لوگ دشمن کے مارنے کے وقت جیسا کیا کرتے ہیں۔ ویسے ہی شکار میں جانور کا قتل کرنے میں کرتے ہیں۔ اس لئے تو دھرم کو جانے بنا کیوں میرا تر شکار کر رہا ہے؟ شاستر میں لکھا ہے۔ کہ راجہ لوگ سامنے سے اور چھُپ کر بھی جانوروں کا شکار کر سکتے ہیں پہلے اگست رشی نے جب یگیہ کیا تھا۔ تب دیو پوجا کے لئے مارے ہُوئے ہرنوں کے میدا سے ہون کیا تھا۔ اس لئے میں نے مستند دھرم کے مطابق ہی تجھے قتل کیا ہے تم کیوں عبث

مجھے بُرا بھلا کہہ رہے ہو؟

ہرن بولا - دشمن جب نہتا ہو - یا عیش و عشرت میں ہو - تب اس پر بان چلانا منع ہے - اس کے مارنے کا وقت تو جنگ ہی ہے -

پانڈو نے جواب دیا - ہے ہرن! تمہارا اعتراض عبث ہے دشمن کو کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑا جاتا - خواہ وہ چوکنا ہو یا غافل - محفوظ ہو یا غیر محفوظ -

ہرن نے کہا - مہاراج! آپ نے مجھے مارا ہے - اس لئے پچھتاپ کر کے میں صرف ہرن کے شکار کے لئے آپ کی مذمت نہیں کرتا - میں تو یہی کہتا ہوں - کہ آپ کو اتنا سنگدل نہ ہو کر میتھن کے ختم ہوتے تک میرا انتظار کرنا چاہئے تھا - میتھن کا وقت سب جانداروں کے لئے ہت کا کارن اور سب کو آنند دائک ہوتا ہے - اس لئے ہرن جب میتھن کرتے ہوتے ہیں - تب سمجھ دار لوگ ان کا خون نہیں کرتے -

مہاراج میں پُرشارتھ بدھ پُتر کے پیدا کرنے کے لئے آنند سے ہرنی کے ساتھ رمن کر رہا تھا - آپ نے میرے اس مقصد کو عبث کر دیا - مہاراج! ہمیشہ نیک کام کرنے والے سداچاری پورو بنس میں پیدا ہو کر ایسا سنگدلانہ کام کرنا آپ کے یوگیہ نہیں ہے - ایسا دھرم کا کام کرنے سے اس لوک میں نندا اور پرلوک میں نرک کا ڈر ہوتا ہے - ہے دیوتا صفت - راجا آپ استری بھوگ کے سُکھ اور دھرم کے مرم کو اچھی طرح جانتے ہیں - تب بھی آپ نے ایسا پاپ کرم کیسے کیا؟ ہے شیر نر - آپ راجہ ہیں - جو لوگ دھرم ارتھ کام کو چھوڑ کر سنگدلانہ پاپ کرتے ہیں - انہیں آپ ہی سزا دیتے ہیں - اس وقت ہرن بھیس دھاری بے گناہ مجھ رشی کمار کو مار کر آپ نے بڑا پاپ کیا ہے - پھل مول کھانے والا میں شانت چت ہو کر ہرن کے بھیس میں بن میں رہتا تھا - آپ نے کام موہت کر ہم دو بے گناہ جانوں کو میتھن کے وقت مارا ہے - اس لئے ایسی ہی حالت میں آپ کی بھی موت ہو گی - میں کندم نامی مُنی ہوں - انسانوں میں لجّا (شرم و حجاب) آ جانے کے باعث ہرنی بھیس دھارنی اپنی پتنی سے ہرن بھیس دھاری ہو کر رمن کر رہا تھا - آپ نے یہ حال بنا جانے ہرن سمجھ کر مجھے مارا ہے - اس لئے میں آپ کو برھم ہتیا کے گھور پاپ سے آزاد کرتا ہوں - مگر اس پاپ کرم کا پھل ضرور آپ کو بھوگنا پڑے گا -

آپ انت سے موہت ہو کر جس وقت استری بھوگ کرنا چاہیں گے - اسی وقت آپ کی موت ہو گی - جس استری پر موہت ہو کر آپ مریں گے - وہی آپ کے ساتھ ستی ہو گی -

جیسے سُکھ بھوگ کے وقت آپ نے مجھے دکھ میں ڈالا ہے۔ ویسے ہی سُکھ کے وقت آپ کو بھی موت کا دُکھ ہو گا۔

راجہ پانڈو کا استریوں کے ساتھ بان پرست ہو کر شت شرنگ پربت پر تپشیا کرنا!

شری ویشمپائن جی بولے۔ مہاراج! اس ہرن کے مرنے سے مہاراج پانڈو کو اپنے کسی سگے کے مرنے کا سارنج ہوا۔ وہ اپنی رانیوں کے ساتھ بلاپ کرتے ہوئے کہنے لگے: پاپی لوگ دھرماتما سجنوں کے بنس میں جنم لے کر بھی کام کے بس میں ہو کر اپنے ہی کرم سے ناکام رہ جاتے ہیں۔ اور انت کو درگتی بھوگتے ہیں۔ سنا ہے۔ کہ بڑے بھاری دھرماتما مہاراج شانتنو سے پیدا ہوئے۔ میرے باپ جوانی ہی میں کام کے بس میں ہو کر سورگ باسی ہو گئے۔ انہیں ورشنی (شہوت پرست) راجہ کی استری میں ستیہ وادی بھگوان وید ویاس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ دیوتاؤں نے مجھے تیاگ دیا نہیں تو اس طرح کے شوق میں پڑ کر میں ایسا بُرا کام کیوں کرتا جس سے مجھے ایسا سخت سراپ ملا۔ بے اولاد ہونے کی وجہ سے میں سورگ میں نہیں جا سکتا۔ بس اب میں موکش کی خواہش سے سب کچھ تیاگ کر اپنے باپ وید ویاس کی طرح تپشیا ہی میں زندگی گزاروں گا۔ سر منڈا کر، منی بن کر روزانہ درختوں سے بھیک مانگ کر پیٹ پالوں گا۔ اور اکیلا منیوں کے آشرموں میں گھوموں گا۔ بھلائی یا بُرائی کسی کی چاہ نہ رکھوں گا۔ جسم میں بھسم رما کر سُونے گھر میں یا درختوں کے تلے پڑا رہوں گا۔ رنج اور خوشی ترک کر کے نندا اور استتی (مذمت و تعریف) کو یکساں سمجھوں گا۔ نراہار ہی پڑا رہوں گا آشیرباد یا پرنام کی خواہش نہ کروں گا۔ کسی کی مخالفت نہ کروں گا۔ کسی کا ساتھ نہ کروں گا۔ سُکھ دُکھ دونوں سے بچ کر گذروں گا۔ کھڑاؤں وغیرہ کو بھی ترک کر دُوں گا۔ کسی کے ساتھ تمسخر نہ کروں گا۔ کسی پر بھویں ٹیڑھی نہ کروں گا۔ ہمیشہ خوش خوش رہ کر سب جانداروں کی بھلائی میں لگا رہوں گا۔ کسی بھی بُرائی کی بھنسا نہ کروں گا۔ سب پرانیوں کو اپنی سنتان کی طرح سنیہہ کی درشٹی سے دیکھوں گا۔ درختوں سے بھکشا نہ پانے پر (پھل پھول نہ ملنے پر) پانچ یا دس گرہستیوں کے دروازے پر جا کر ایک بار بھکشا مانگ لاؤں گا۔ جس دن بھکشا نہ ملے گی اس دن نراہار ہی رہ جاؤں

گا۔ تھوڑا آہار بھلے ہی کر لوں گا۔ مگر ایک بار کے سوا دوبارہ بھکشا نہ مانگوں گا۔ نفع نقصان کو یکساں سمجھوں گا۔ کوئی میرے ایک ہاتھ کو کلہاڑے سے کاٹ ڈالے گا۔ تو دُکھ درد کا انو بھو نہ کروں گا۔ اور اگر کوئی میرے ایک ہاتھ میں چندن کا لیپ کر دے گا۔ تو میں اس میں خوشی محسوس نہ کروں گا۔ نہ جینے کی خوشی اور نہ مرنے کا رنج کروں گا۔ زندگی اور موت دونوں کی پروا چھوڑ دوں گا۔ زندہ آدمی یگیہ وغیرہ میں وقت کو تقسیم کر کے جن اپنے اور دوسروں کے منگل کرنے والے کاموں کو کرتا ہے۔ میں پوری طرح سے چت کے پاپ کو دھو کر ان سب منگل کاری کاموں کو کر کے فانی پھل دینے والی سب اندریوں کی حرکات کو تیاگ دوں گا۔ اور اودیا وغیرہ سب طرح کے پاپوں اور بندھنوں سے بچ کر ہوا کی طرح بے لاگ ہو جاؤں گا۔ کسی کے بس میں نہ رہوں گا۔ صبر اور استقلال کے ساتھ ایسے ہی آچرن کرتا ہوا پران تیاگ کروں گا۔ کرم بھوگ کے لئے پنر جنم کا ڈر نہ رہے گا۔ دیریہ ہین ہو کر دہرم بھرشٹ دُکھدائی۔ غلامی میں جکڑنے والے کو مارگ (بُری راہ) میں نہ بھٹکوں گا۔ اپنا مطلب نکالنے کے لئے بُزدل آدمیوں کی طرح کبھی کسی کی خوشامد نہ کروں گا۔ کام (شہوت) سے خالی ہونے پر کبھی جو کام والا ہو کر بُزدلوں کی طرح پھر کام کے عمل میں پھنستا ہے۔ وہ اچھے کرم کرے یا بُرے۔ ضرور ہی کُتّے کی پیروی کرتا ہے۔ یعنی جُوٹھا چاٹنے والا ہے۔

اب میں نے پُختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ وشے بھوگ چھوڑ کر موکش کے لئے تپ کروں گا۔ شری ویشمپائن جی بولے۔ مہاراج بڑا بھاری دُکھ ظاہر کرتے ہُوئے راجہ پانڈو کنتی اور مادری کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔

رانیو! تم ماتا امبکا اور بھیشم بِدُر۔ راجہ دہرت راشٹر ماتا ستیہ وتی۔ رشتہ داروں۔ شہر کے معزز باشندوں و دیگر رعایا۔ برت دھاری براہمن اور دیگر بڑے بڑے کورووُں سے میرا نمسکار کہہ کر کہنا۔ کہ پانڈو نے سنیاس لے لیا۔

سوامی جی کے یہ بچن سن کر کنتی اور مادری نے سمجھا کہ پانڈو نے سچ مچ سنیاس لینے کا ارادہ کر لیا ہے۔ تب اُنہوں نے کہا۔ بھرت شریشٹ۔ سنیاس کے سوا ایسا بھی ایک اور آشرم ہے۔ جس کو گرہن کر کے آپ ہم دھرم پتنیوں کے ساتھ تپ کر سکتے ہیں۔ اس میں شریر تیاگ کا مہا پھل دایک دھرم لابھ کرنے سے آپ سُورگ کے بھی ادھکاری ہوں گے۔ ہم دونو بھی اندریوں کو بس میں کر کے کام سکھ ترک کر کے پتی سدگتی کے لئے تپ کریں گی۔ مہاراج! اگر آپ ہمیں چھوڑ کر سنیاس لے لیں گے۔

تو ہم ابھی اپنی جان دے دیں گی۔

پانڈو نے کہا۔ اگر تم نے ایسا ہی خیال کر لیا ہے تو اپنے دھرم کا پالن کرنے کے لئے تم بھی میرے ساتھ رہو میں اپنے پتا دید ویاس کی اُکشٹے (لافانی) ورتی (تپسیا) کو گرہن کروں گا۔ وشے سکھ اور راجسی بھوگوں کو ترک کر کے کٹھور تپ کروں گا درختوں کی چھال پہنوں گا۔ پھل مُول کھا کر بنوں میں وچروں گا صبح و شام نہا دھو کر ہون کروں گا۔ کھوڑا آہار کر کے اپنے جسم اور اندریوں کو کمزور کر ڈالوں گا۔ ایک کپڑا یا مرگ چھالا پہنوں گا۔ جٹا دھارن کروں گا۔ سردی۔ ہوا۔ دھوپ سب برداشت کروں گا۔ بھوک اور پیاس کو ماروں گا۔ حد درجے کے تپ (ریاضت) سے جسم کو سکھا ڈالوں گا تنہائی میں بیٹھ کر برہم کا وچار کروں گا۔ کچے یا پکے ہوئے پھل کھا کر زندگی گذاروں گا۔ بن کے پھل مُول۔ جل اور اِستُتی وغیرہ سے دیوتاؤں کو خوش کروں گا۔ بان پرستی پتکسوی بھی میرے طرزِ عمل سے خوش ہوں گے۔ کسی کا بُرا کبھی نہ سوچوں گا۔ گرہستیوں کی کون کہے۔ بان پرستی کا بھی سنگ نہیں کروں گا۔ جب تک یہ جسم نہ چھوٹے گا۔ تب تک اسی طرح بان پرست اور سنیاس آشرم کے کٹھن کٹھن اصولوں کا پالن کرتا ہُوا تپ کروں گا۔

شری ویشمپائن جی کہتے ہیں۔ مہاراج! یوں کہہ کر پانڈو نے اپنا جواہرات کا مکٹ۔ چوڑامنی (ایک زیور)۔ انگد (کڑا)۔ کنڈل۔ بیش قیمت کپڑے اور دونو استریوں کے زیورات براہمنوں کو دے کر ان سے کہہ دیا۔ کہ آپ لوگ ہستنا پور میں جا کر کہہ دیویں۔ کہ پانڈو ارتھ۔ کام اور سکھ اور بڑی پیاری وشے واسناؤں کو ترک کر کے دونو رانیوں کے ساتھ بن باسی ہو گئے ہیں۔

پانڈو کے یہ بچن سُن کر ان کے ساتھ رہنے والے براہمن اور نوکر چاکر ہاہاکار مچانے لگے۔ وہ سب دھن لے کر۔ گرم آنسو بہاتے ہُوئے ...... راجہ پانڈو کو بن میں چھوڑ کر ہستنا پور میں آئے۔ اُنہوں نے دہرت راشٹر سے سب حال کہا اور سب دھن بھی دے دیا۔ اُن سے سب حال سُن کر راجہ دہرت راشٹر بڑے دُکھی ہو گئے اور پانڈو کے لیے رونے لگے۔ بھائی کی یاد میں اُنہیں کے فکر میں دہرت راشٹر کو نہ سونا اچھا لگتا تھا۔ اور نہ کسی سُکھ کے بھوگنے کو ہی ان کا دل چاہتا تھا۔

ادھر پھل مُول کھا کر زندگی بسر کرنے والے پانڈو دونو استریوں کے ساتھ ناگ شت نامی پہاڑ پر گئے۔ وہاں کچھ دن رہ کر چیتر رتھ۔ کال کوٹ اور ہمالیہ پہاڑ کو پار کر کے گندھ مادن پہاڑ پر پہنچے۔ مہرشی سدھ ودیا دھر وغیرہ مشکل کے وقت ان کی حفاظت

کرتے تھے۔ وہ اچھے اور بہتر سبھی طرح کے مقاموں میں جاتے تھے۔ اور رہتے تھے۔ وہاں سے اندر دیومن سردو۔ اور ہنس کوٹ پربت کو پار کر مہاراج پانڈو شت شرنگ پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں وہ جی لگا کر تپ کرنے لگے۔

پانڈو کا اولاد کے لیے رشیوں سے صلاح کرنا اور بیٹا پیدا کرنے کیلئے کُنتی سے کہنا

شری ویشمپائن جی بولے۔ مہاراج! شت شرنگ پہاڑ پر تپ کر رہے پراکرمی پانڈو کو سِدھ اور چارن لوگ بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ گوروؤں کی سیوا کر کے اہنکار چھوڑ کر۔ آتم سنیم (خود ضبطی) کے ساتھ جتیندریہ بن کر پانڈو نے سورگ جانے کا ادھکار پراپت کر لیا۔ بن باسی مُنیوں میں سے کوئی انہیں بھائی اور کوئی سکھا مان کر ان کا آدر کرنے لگا۔ عمر میں بڑے کوئی کوئی مُنی انہیں بیٹے کی طرح پیار کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ بہت دنوں کے تپوبل سے نِشپاپ ہو کر مہاراج پانڈو ساکشات برہم رشی کی مانند ہو گئے۔ ایک دن اماوس تھی۔ اس دن سب رشی لوگ جمع ہو کر برہما کے درشن کو گئے۔ ان کو جاتے دیکھ کر پانڈو نے پوچھا۔ آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ آج برہم لوک میں کئی مہاتما۔ دیوتا رشی۔ پتری گن وغیرہ کی سبھا ہو گی۔ ہم وہیں برہما جی کے درشنوں کو جا رہے ہیں۔

یہ سُن کر سورگ کو جانے کی خواہش سے پانڈو بھی دونوں عورتوں کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ شت شرنگ پربت سے شمال کی طرف چلنے لگے۔ اُن کو پیچھے آتے دیکھ کر رشیوں نے کہا۔ راجن! ہم لوگ کئی بار آئے گئے ہیں۔ اس لئے ہم کو معلوم ہے۔ کہ اس پہاڑ کے اوپر کے حصّے میں بتدریج کئی دشوار گزار گھاٹیاں ہیں۔ آگے چل کر سینکڑوں وِمانوں سے مزیّن اور گانے بجانے کی تان سے بھری ہُوئی دیوتاؤں گندھروؤں اور اپسراؤں کی سیرگاہ ہے۔ اس کے آگے کوبیر کی طرح بھومی اور اونچی نیچی زمین والی پھلواڑیاں ہیں راستے میں بڑی بڑی ندیاں اور خوفناک پہاڑوں کی کندرائیں ہیں۔ جگہ جگہ پر ایسے مقام ہیں جن پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے۔ وہاں نہ درخت

ہیں۔ نہ چرندے۔ نہ پرندے۔ کہیں کہیں دشوار گذار پہاڑی غاریں ہیں۔ وہاں پر کوئی آدمی نہیں جا سکتا۔ کسی انسان یا حیوان کی بات تو دور رہی۔ پرندے بھی ان جگہوں میں نہیں جا سکتے۔ صرف ہوا۔ سِدھ اور مہرشی وغیرہ وہاں جا سکتے ہیں۔ آپ کی دونوں عورتیں راجاؤں کی کنیائیں ہیں۔ ایسی دشوار گذار جگہ میں جانے سے انہیں ضرور کشٹ ہوگا۔ اس لئے آپ وہاں نہ جائیے۔

یہ سُن کر راجہ پانڈو بولے۔ ہے مہا بھاگ رشیو! کہا گیا ہے کہ جس کے ہاں سنتان نہیں ہے۔ وہ آدمی سورگ میں نہیں جا سکتا۔ اس کے لئے سورگ کے دروازے بند ہیں۔ میرے اولاد نہیں ہے۔ اس لئے دکھی ہو کر میں آپ سے یہ بات کہتا ہوں۔ ہے تپسویو! میں بیٹا پیدا کر کے پتروں کے رِن (قرض) سے سبکدوش نہیں ہو سکا۔ اس لئے میرا شریر نہ رہنے پر میرے پتر سورگ سے گر پڑیں گے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے۔ تب اس پر دیوتا رشی۔ پتر اور انسانوں کا رِن (قرض) ہوتا ہے۔ اس لئے اُن سب کا رِن چکانا ہی ہر ایک آدمی کا دھرم اور فرض ہے۔ دھرماتماؤں کا کہنا ہے۔ کہ ٹھیک وقت پر جو کوئی ان فرائض کو ادا نہیں کرتا۔ اس کی سدگتی نہیں ہوتی۔ یگیہ کر کے دیوتاؤں کا رِن۔ وید پڑھ کر اور تپ کر کے رشیوں کا رِن۔ بیٹا پیدا کر کے پتروں کا رِن اور سب جانداروں پر دیا کر کے انسانوں کا رِن چکایا جاتا ہے۔ میں دھرم پوروک دیوتا رشی اور رشیوں کے رِن سے سبکدوش ہو چکا ہوں صرف پتروں کا رِن چکانا باقی ہے۔ یہی مجھے فکر ہے۔ کہ پتروں کا رِن کس طرح چکاؤں گا۔ کرپا کر کے آپ لوگ مجھے بتلا دیجیے۔ کہ جیسے اپنے پتا کی استری میں مہرشی وید ویاس کے ذریعے میں پیدا ہُوا ہُوں۔ ویسے ہی میری استری میں کسی طرح بیٹے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یا نہیں۔

رشیوں نے کہا۔ اے دھرماتما مہاراج! ہم لوگ لطیف نظری سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ آپ کے ہاں کلیان کاری نشپاپ دیوتا صفت بیٹے پیدا ہوں گے۔ اس وقت آپ دیوتاؤں کے بخشے ہوئے بیٹوں کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کیجئے۔ بدھیمان پرش استقلال سے کام کر کے شبھ پھل حاصل کرتے ہیں ہمیں آپ کے بیٹے پیدا ہونے کی کامیابی صاف طور پر نظر آ رہی ہے۔ اس لئے آپ اس بارے میں کوشش کیجئے۔ آپ کے ہاں ضرور ہی کلیان دینے والی۔ منگل کاری سنتان پیدا ہوگی۔

شری ویشمپائن جی بولے۔ راجہ پانڈو یہ بات جانتے تھے کہ ہرن بھیس دھاری رشی کے سراپ سے میں خود بیٹا پیدا کرنے کے یوگیہ نہیں رہا۔ اس لئے رشیوں کے بچن

سُن کر وہ طرح طرح کی چنتا کرنے لگے۔ دھرم پتنی بڑے یش والی کُنتی کو ایکانت میں بُلا کر پانڈو نے کہا۔ کنتی! ہمارے کوئی سنتان نہیں ہے۔ اس لئے آپت دھرم کے مطابق تم بیٹا پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ دھرم کے جاننے والے پُرشوں کا کہنا ہے۔ کہ تینوں لوکوں میں صرف بیٹے ہی سے سدگتی ہوتی ہے یگیہ، دان، تپ یا نیم پوروک برت کے آچرن سے بھی بے اولاد انسان پوتر نہیں ہو سکتا۔ میں بے اولاد ہوں اس لئے سدگتی نہیں پا سکتا یہی سوچ کر میں نے بیٹا پیدا کرنے کی آگیا دینے کا فیصلہ کیا ہے پیاری! میں پہلے ایک ہرن کو مار کر بڑا بُرا کام کر بیٹھا ہوں۔ اس ہرن جیسے دھاری رشی کے سراپ سے میں خود بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ دھرم شاستر میں بارہ قسم کے بیٹے کہے ہیں۔ ان میں سے پہلے چھ طرح کے بیٹے باپ دادا کی جائیداد کا حصہ پا سکتے ہیں۔ اور پچھلے چھ طرح کے بیٹے نہیں پا سکتے۔ وہ بیٹے یہ ہیں۔ (۱) اَورَس یعنی دھرم پتنی کے گربھ سے اپنے ویریہ سے پیدا شدہ (۲) پرنیت۔ دیگر اچھے دھرماتما آدمی کے ذریعے اپنی استری میں پیدا کرایا ہوا (۳) پری کریت ویریہ کا مول دے کر دوسرے کے ذریعے اپنی استری سے پیدا کرایا ہوا (۴) پون بھرو یعنی اپنے مر جانے پر ودھوا بھاریا کے دوسرے سے پیدا ہوا ہوا (۵) کانین یعنی اپنی بیاہی استری میں اس کے کنوارے پن میں پیدا شدہ (۶) کُنڈ یعنی سن مانا آچرن کرنے والی استری میں پیدا کیا ہوا۔ (۷) دتّک یعنی گود میں لیا ہوا۔ (۸) کریت یعنی دام دے کر خریدا ہوا۔ (۹) اُپ کریت یعنی پالا ہوا (۱۰) آپ سے آیا ہوا۔ یعنی میں تمہارا بیٹا بننا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر خود آیا ہوا۔ (۱۱) گیاتی ریتاس ہوڑھ۔ یعنی بھائی وغیرہ سجاتی کے ویریہ سے گربھ وتی استری سے بیاہ کر لینے پر بیاہ کے بعد پیدا ہوا ہوا اور (۱۲) ہین یونی دھرت یعنی ادنیٰ ذات کی عورت کے گربھ سے پیدا کیا ہوا۔

ہین یونی دھرت سے گیاتی ریتاس ہوڑھ۔ اس سے آپ آیا ہوا۔ اس سے اُپ کریت۔ اس سے کریت۔ اس سے دتّک۔ اس سے کُنڈ۔ اس سے کانین۔ اس سے پون بھرت۔ اس سے پری کریت۔ اس سے پرنیت۔ اور اس سے اَورَس بیٹا اچھا ہے۔ اَورَس نہ ہو تو پرنیت۔ پرنیت نہ ہو تو پری کریت۔ اس سلسلہ سے اگلا گرہن کرنے یوگیہ ہے۔ بیٹا نہ ہونے کی حالت میں آپت کال میں استریاں اُتم پُرش دیوروں سے بھی بیٹا پیدا کر سکتی ہیں۔ منو نے کہا ہے کہ لوگ اپنے سوا دوسروں کے ویریہ سے بھی شبھ پھل دایک اُتم بیٹا پیدا کرا سکتے ہیں۔ میں استری سنگ نہ کر

سکنے کی وجہ سے سنتان پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم کو آگیا دیتا ہوں کہ تم میرے سمان یا مجھ سے سرشیشٹ کسی شخص سے سنتان پیدا کرو۔ ہے کنتی! اس بارے میں میں تم سے شردنڈ کی استری کی کتھا کہتا ہوں۔ سنو

بیر پتنی شردنڈ کی استری بیٹا پیدا کرنے کے لئے پتی کی آگیا پاکر ایک دن رتوسنان کرکے رات کو چوراہے پر کھڑی ہوئی تھی۔ اسی دوران میں ایک سدھ براہمن اُدھر سے آنکلے۔ رانی نے ان سے بیٹا مانگا۔ براہمن نے منظور کر لیا۔ رانی نے پنشون کرم کرکے آگ میں ہون کیا اور اسی دن اسی براہمن سے سنگ کیا۔ اس سے اس کے دُرجے وغیرہ تین مہارتھی بیٹے پیدا ہوئے۔ ہے سُندری! ویسے ہی تم بھی بیٹا پانے کے لئے میری آگیا سے کسی سرشیشٹ تپسوی براہمن سے پرارتھنا کرو۔

راجہ ویوشِتاشو کی کتھا

شری ویشمپائن جی بولے۔ مہاراج۔ راجہ پانڈو کی بات سُن کر کُنتی نے کہا۔ مہاراج! آپ دھرم کے مَرم کو جانتے ہیں۔ آپ کو میرے لئے ایسی آگیا دینا ٹھیک نہیں۔ میں آپ کی دھرم پتنی ہوں۔ ہے کمل جیسی آنکھوں والے۔ میں آپ کے سوا اور کسی پُرش کو نہیں جانتی۔ آپ میرے پتی ہیں اس لئے آپ ہی کو میرے گربھ سے بیٹا پیدا کرنا چاہیے میں آپ کے ساتھ ستی ہوکر سورگ کو چلوں گی۔ آپ ہی مجھ میں سنتان پیدا کیجئے۔ میں آپ کے سوا کسی دوسرے مرد کا سنگ خیال سے بھی نہیں کر سکتی۔ اور سُنئے زمین پر آپ سے بڑھ کر ہو بھی کون سکتا ہے؟ اس لئے ہے دھرماتما! اسی بارے میں میں نے ایک پُران کی جو کتھا سُن رکھی ہے۔ وہ میں عرض کرتی ہوں۔ سنئے۔

زمانۂ قدیم میں پورو بنس میں پیدا ہوئے۔ ویوشِتاشو نامی ایک بڑے دھرماتما راجہ تھے۔ ان کے یگیہ کرنے پر دیوتاؤں اور رشیوں کے ساتھ اندر خود یگیہ منڈپ میں آئے۔ انہیں اتنا سوم رس پلایا گیا۔ کہ وہ مست ہو گئے۔ براہمن لوگ کافی دکشنا پاکر بہت خوش ہوئے۔ دیوتاؤں اور دیو رشیوں نے خود سبھا سد بن کر یگیہ کا کام کرایا۔ موسم سرما کے بعد جیسے سورج اور بھی پرکاشت اور تیجسوی ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی یگیہ کے بعد راجہ ویوشِتاشو بھی غیر معمولی تیجسوی ہو گئے ان میں دس ہاتھیوں جتنا بل تھا۔ انہوں

نے اشومیدھ یگیہ کر کے اپنے باہو بل اور پراکرم سے مشرق ۔ مغرب ۔ دکن شمال کے سب راجاؤں کو جیت کر بس میں کر لیا۔ پُرانے اتہاس کو جاننے والے لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ بڑے یش والے دیوشیتا شو نے سمندر تک اس پرتھوی کو جیت کر باپ جیسے اپنے سگے بیٹوں کی رکھشا کرتا ہے۔ ویسے ہی سب ورنوں کی پرجا کا پالن کیا۔

مہاراج! کاکشی وان راجہ کی کنیا بھدرا دیوشیتا شو کی رانی تھی۔ وہ بہت سُندری اور پتی کی پیاری تھی استری کا پتی پر اور پتی کا استری بہت زیادہ پریم تھا بے حد استری سنگ کرنے سے راجہ آخر کار تپ دق کے پنجے میں گرفتار ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں سورج کی طرح اُشت (غروب) ہو گیا۔

ہے مردوں میں سرشٹ! رانی بھدرا کے کوئی سنتان نہ ہوئی تھی۔ دُکھ کے مارے درلاپ کرتی ہوئی وہ اپنے مُردہ پتی کو پکار پکار کر کہنے لگی۔ ہے دھرماتما! پتی کے بنا استری کی زندگی بالکل ہی عبث ہے۔ جس استری کا پتی نہیں اس کے لئے سب دُکھ ہی دُکھ ہے۔ اس بدقسمت کو زندگی میں کوئی سُکھ نہیں ملتا۔ پتی کے مرنے پر استری کا مرجانا ہی بہتر ہے۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ ستی ہو جاؤں گی۔ آپ خوش ہو جیئے۔ اور مجھے اپنے ساتھ لے چلیئے۔ اب آپ یم لوک سے لوٹ کر نہیں آ سکتے۔ اس لئے میں سایہ کی طرح آپ کے پیچھے پیچھے جاؤں گی۔ ہموار یا اونچی نیچی جگہ پر آپ کے ساتھ چلنے میں مجھے کچھ دُکھ نہ ہوگا۔ میں کہیں پر آپ کو چھوڑ کر واپس آنے کا وچار نہ کروں گی آپ کی آگیا کا پالن کروں گی۔ آپ کو ہمیشہ خوش رکھنے ہی میں لگی رہوں گی۔ ہے کمل نین! آج سے دل کو دُکھانے والے کئی کشٹ مجھے برداشت کرنے پڑیں گے۔ دن رات طرح طرح کے افکار ستایا کریں گے معلوم ہوتا ہے۔ میں نے پچھلے جنم میں ایک دل ہوئے ہوئے دو دوستوں کو یا پتی اور پتنی کو جُدا کر دیا ہے۔ اسی پاپ کے پھل سے مجھ ابھاگنی کو آپ کی جُدائی کا یہ رنج برداشت کرنا پڑا ہے۔ جو پاپنی پتی کے نہ رہنے پر گھڑی بھر بھی جیتی ہے۔ وہ دُکھ برداشت کرتی ہوئی دنیا پر نرک کی اذیتیں بھوگتی ہے۔ ہے مہاراج! آج سے میں کُشا (ایک گھاس) کی سیج پر سو کر دُکھ اُٹھا کر آپ کے درشن پانے کا اُپائے کیا کروں گی ناتھ! مجھ ابھاگن کو ایک بار درشن دو۔ سوامی! میں اس طرح دردناک آواز میں درلاپ کر رہی ہوں۔

کنتی بولی! مہاراج! سوامی کی لاش سے لپٹ کر بھدرا اس طرح درلاپ کر رہی تھی۔ اسی وقت اسے آکاش بانی سنائی دی۔ بھدرا! تم اٹھو اور گھر جاؤ۔ میں تم کو

ڈر دیتا ہوں۔ کہ میں تمہارے گربھ سے سو بیٹے پیدا کروں گا۔ سندری! رتوسنان کر کے آٹھویں یا چودھویں رات کو تم میرے اس جسم کے ساتھ پلنگ پر سونا۔ دیوشیتا شو کی رانی بھدرا کو یہ آکاش بانی سُن کر کچھ دھیرج ہُوا۔ اس نے رتوسنان کے بعد مندرجہ بالا وقت آنے پر بیٹے کی خواہش سے پتی کی آگیا کا پالن کیا۔ اسی مُردہ جسم کے سنگ سے گربھ رہا۔ اور رانی کے تین شالو اور چار بھدر کل سات بیٹے پیدا ہُوئے۔ مہاراج آپ میں بھی تپوبل اور یوگ بل ہے۔ آپ بھی اسی طرح میرے گربھ سے مانس پُتر پیدا کر سکتے ہیں۔

شویت کیتو کی سماجک مریادا۔ پانڈو کا پُتر پیدا کرنے کے لئے پھر کنتی کو آگیا دینا

شری ویشمپائن جی بولے۔ مہاراج! دھرماتما پانڈو کُنتی کے یہ بچن سن کر پھر اُن سے کہنے لگے۔ دیوی! تو نے جو دیوشیتا شو کی کتھا کہی ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا تھا وہ ساکشات دیو تھے۔ ہے سندری! سنو۔ رشیوں نے جس پراچین دھرم کا بیان کیا ہے۔ سو میں تم سے کہتا ہُوں۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ زمانۂ قدیم میں سب استریاں آزاد تھیں۔ پردا نہ تھا۔ وہ جاہے جس کے ساتھ رہ سکتی تھیں۔ وہ گھومتی پھرتی تھیں۔ اپنے رشتہ دار وغیرہ انہیں روک نہ سکتے تھے۔ کنواری رہنے پر بھی عورتیں ویبھچار کرتی تھیں۔ مگر وہ اُن کا کام بُرا نہ سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس وقت کا سماجک نیم ایسا ہی تھا۔ کام اور کرودھ وغیرہ سے رہت پشو پکشی وغیرہ اس وقت بھی اُسی پراچین دھرم کی تعمیل کرتے ہیں۔ رشی لوگ اس دھرم کو پرمان بدھ سمجھ کر مانتے تھے۔ اُترکورو دیش میں اب تک یہی دھرم جاری ہے۔ کیونکہ یہ دھرم بہت پراچین اور استریوں کے انوکول ہے۔ کچھ ہی دن ہُوئے۔ یہ دھرم یہاں سے اٹھا دیا گیا ہے۔ جس نے جس لئے اس دھرم کو اُٹھا دیا ہے۔ سو تفصیل کے ساتھ تم سے کہتا ہُوں۔ سُنو۔ پہلے اُدّالک نامی ایک رشی تھے۔ ان کے بیٹے مہا تپسوی شویت کیتو تھے۔ ہے کمل جیسی آنکھوں والی! انہیں شویت کیتو نے کرودھ کے بس میں ہو کر اس ویبھچار

کی رسم کو بُرا ٹھہرا کر دنیا پر سے اُٹھا دیا ہے۔ اور ایک استری کے لئے ایک پتی مقرر کر دیا ہے۔ اُن کے کرودھ کا کیا باعث تھا۔ سو تم یہ بھی سُنو۔

ایک دن شویت کیتو رشی اپنی ماتا کے پاس بیٹھے تھے۔ اُن کے باپ بھی وہیں پر تھے۔ اس عرصہ میں ایک براہمن آ کر اُن کی ماتا کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔ اے سُندری! تم میرے ساتھ چلو۔ اب وہ براہمن گویا زبردستی شویت کیتو کی ماتا کو لے کر چلا۔ اس سے شویت کیتو کو بڑا غصہ آیا۔ شویت کیتو کو ناراض دیکھ کر اُن کے پتا اُدالک منی نے کہا۔ بیٹا غصہ نہ کرو۔ نہایت قدیم زمانہ سے یہ دھرم چلا آ رہا ہے۔ دنیا میں سب ورنوں کی استریاں اس بارے میں آزاد ہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے ورن کی استریوں سے گائے بیل کے سمان آچرن کرتے ہیں۔ جو جس سے چاہے وہار کر سکتا ہے۔ اُدالک نے اسی طرح بیٹے کو سمجھایا۔ مگر شویت کیتو نے اس دھرم کی تائید نہیں کی۔ ناراض ہو کر شویت کیتو نے استری اور پرش کے لئے یہ ساماجک نیم بنا دیا۔ کہ ایک استری ایک ہی مرد کی ہو کر رہے۔ انہوں نے کہا جو استری اپنے پتی کو چھوڑ کر دوسرے مردوں کا سنگ کرے گی۔ اسے گربھ ہتیا کا پاپ ہوگا۔ یہ دُکھ دایک ہوگا۔ جو شخص پتی برتا دھرم پتنی کو چھوڑ کر دوسری استری کو یاد کرے گا۔ اُسے بھی یہی پاپ لگے گا۔ اور جو پتنی بیٹا پیدا کرنے کے لئے دی ہوئی سوامی کی آگیا کا پالن نہیں کرے گی۔ اُسے بھی یہی پاتک (پاپ۔ گناہ) ہوگا۔

ہے کنتی! غصہ میں آ کر شویت کیتو نے یہ مریادا باندھ دی ہے۔ ابھی سے انسانوں میں وبھچار بُرا اور پاپ سمجھا جاتا ہے مگر دوسرے جانور (پرندے چرندے وغیرہ) ابھی تک اس دھرم کا پالن کرتے ہیں) اوروں کی بات جانے دو۔ کورو بنس کے چلانے کے لیے وید ویاس نے جس طرح ہم تینوں بھائیوں کو پیدا کیا۔ سو تو تمہیں معلوم ہی ہے اس لئے پیاری! تم ان سب وجوہات پر غور کر کے اس دھرم کے مطابق آگیا کا پالن کرو۔ پراچین دھرماتما لوگوں کا قول ہے۔ کہ استری جب رِتو سنان کرے۔ تب اُسے ضرور ہی پتی کا سنگ کرنا چاہیئے۔ اس کے سوا اور موقعوں پر اُسے آزادی حاصل ہے۔

ہے راج نندنی! سوامی کی آگیا دھرم در ودھ بھی ہو۔ تو اس پر عمل کرنا ہی ایک استری کا فرض ہے۔ خاص کر جب میری طرح پتی بیٹا پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ مگر بیٹے کی خواہش رکھتا ہو۔ تب تو استری کو کچھ کہنا نہ چاہیے۔ تمہیں راضی کرنے کے

لئے میں ہاتھ جوڑتا ہوں ۔ تم میری آگیا سے مجھ سے سرلیشٹ کسی تپشوی کے ذریعے گُنی سنتان پیدا کرو ۔ پیاری ! تمہاری کرپا سے میں بیٹے والا کہلاؤں گا اور میری اچھی گتی ہوگی ۔

شری ویشمپائن جی بولے ۔ کہ دشمنوں کا ناش کرنے والے پانڈو کے یہ بچن سُن کر اُن کا کلیان کرنے کے لئے کنتی نے کہا ۔ مہاراج ! جب میں پتا کے ہاں تھی ۔ تب اَتھیوں کی سیوا کیا کرتی تھی ۔ ایک دن دھرم کے مخفی اسرار کو جاننے والے تیز طبع جتندریہ مہرشی درباسا آئے ۔ میں نے بڑی لگن سے اُن کی سیوا کی ۔ اس سے خوش ہو کر انہوں نے وَر دیا ۔ اور ایک ابھیچار (سفلی) منتر بتلایا ۔ پھر مجھ سے کہا ۔ راجکماری ! یہ منتر پڑھ کر تم جس دیوتا کو بلاؤ گی ۔ وہ منتر کی شکتی سے تمہارے پاس آنے کے لئے مجبور ہوگا ۔ تم اس دیوتا کے ذریعے بیٹا پیدا کر سکو گی ۔ ہے سوامی ! باپ کے ہاں مہرشی سے جو دُرلبھ وَر میں نے پایا تھا ۔ اس کے سپھل ہونے کا یہی وقت ہے ۔ میں صرف آپ کی آگیا چاہتی ہوں !

اُرجُن اور اُروشی کی کتھا

اُروشی کا شرنگار، ارجن کی پریکشا اور ان کا اُروشی کی بات کو قبول نہ کرنا

شری ویشمپائن جی بولے : سرلشٹ اُروشی نے گندھرو راج چترسین کو ہنسی خوشی سے رخصت کیا پھر نہا دھوکر ارجُن کو ملنے کی کامنا سے نہایت بے تاب ہوکر وہ شرنگار کرنے لگی۔ اس نے انگوں میں انگ راگ لگا کر جسم میں خوشبودار چندن لگایا وہ دل ہی دل میں ارجُن کی موہنی صورت کو یاد کر کے کام دیو کے بانوں سے بہت دکھی ہوتے لگی۔ دوِیہ (سُندر) بچھونے جس پر بچھے ہوئے ہیں۔ اس خوشنما پلنگ پر لیٹ کر وہ سچے دل سے اپنے پیارے کی مُورتی کا دھیان کر کے سمبھوگ سکھ سے اپنی خواہش پوری کرنے لگی۔ آخر شام ہونے کو آئی۔ اور آہستہ آہستہ گہری تاریکی چھا گئی۔ چاند نے پرگٹ ہوکر دنیا میں چاندنی پھیلا دی۔ تب وشال نِتمب والی وہ اُپسرا پلنگ پر سے اُٹھ کر ارجُن کے محل کی طرف چلی۔ پھولوں کے گچھوں سے شوبھا پائی ہوئی نازک گھونگھر والی اُس کی زلفیں جانے کے وقت اس کے چہرے کی شوبھا کو بڑھانے لگیں۔ کٹاکش (ترچھی نگاہ)، مدھر بھاشن اور غیر معمولی حُسن سے اس کی لاثانی شوبھا ہوئی۔ اس کے مُکھ چندر (چاند سے مکھڑے) کو دیکھ کر چاند بھی شرما سا گیا۔ وہ اُپسرا دِوّیہ چندن لگے ہوئے، ہلتے ہوئے ہاروں سے شوبھا پاتے ہوئے ستنوں کے بوجھ سے قدم قدم پر جھکتی جا رہی تھی۔ اور پیٹ میں ترِولی (ایک زیور) سے اس کی نابھی (ناف) اور سونے کی کردھن (ایک زیور) سے اس کی کمر بہت شوبھا دے رہی تھی — پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح اُونچے چوڑے نِتمب۔ کردھنی کی جگمگاتی ہوئی لڑیوں سے شوبھا پانے کی وجہ سے ایسے معلوم ہوتے تھے۔ گویا کام دیو کی عیش گاہ ہیں۔ بہت ہی مہین ریشمی کپڑے سے ڈھکی ہوئی اس کی سڈول منوہر جانگھیں دیکھ کر بڑے بڑے مُنیوں کے دل بھی ہل جاتے تھے۔ گھنگھروؤں کے گچھوں کے نشان والے اس کے چرن چھونے کی

پیٹھ کی طرح اُونچے تھے۔ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی رنگت لال تھی۔ وہ چوڑی تھیں۔ وہ اپسرا طرح طرح کے ناز نخروں کی گویا ایک کان ہی تھی۔ اس پر تھوڑی سی شراب پینے سے وہ اور بھی کھل اٹھی۔ اس کی ادا اور بھی قابلِ دید ہوگئی۔

رسدہ چارن گندھروؤں کے ساتھ جاتی ہوئی اُروشی طرح طرح کے عجائبات سے بھرپور اس سورگ لوک میں بھی دیکھنے والوں کے لیے ایک کشش کی چیز تھی۔ وہ اپسرا نیلے رنگ کا مہین دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی اس سے معلوم ہوتا تھا۔ گویا چاند پر بادل گھرا ہوا ہے۔ اس طرح سنگھار کیے ہوئے اُروشی جب ارجن کے محل کے دروازے پر پہنچی۔ تب جلدی کے ساتھ جاکر دوار پالوں نے ارجن سے سب حال کہا۔ انہوں نے دوار پالوں کو اسی وقت اُروشی کو لے آنے کی آگیا دی۔ وہ خود بہت ہی سر جھکائے ہوئے اُروشی کے سواگت کے لیے آگے بڑھے۔ اُروشی کو دیکھ کر ارجن نے شرماتے ہوئے سر جھکا کر پرنام کیا۔ اور گرو ماتا وغیرہ کی طرح اس کا ستکار کر کے کہا:

ہے سریشٹ اپسرا! میں تم کو پرنام کرتا ہوں۔ ہے دیوی! میں تمہارا سیوک ہوں آگیا کیجئے! میں آپ کی کیا سیوا کروں؟ ارجن کی ایسی وکار سے خالی باتیں سن کر اُروشی گھبرا سی گئی۔ وہ گندھرو راج چتر سین کی بتلائی ہوئی سب باتیں تفصیل کے ساتھ کہنے لگی۔ اُروشی بولی: ہے نرسریشٹ! گندھرو راج چتر سین نے جو کچھ مجھ سے کہا ہے اور میں بھی جس کے لئے آئی ہوں۔ سو سب کہتی ہوں۔ سنئے! جب سے آپ آئے ہیں اس وقت سے سورگ میں بڑی بھاری خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اور جشن ہو رہے ہیں۔ اس جشن میں ایک بار دیو راج کی سبھا میں سب دیوتا اپنی اپنی مریادا کے مطابق آسنوں پر بیٹھے تھے۔ گندھرو لوگ بین بجا کر تان لے کے ساتھ خوشحالی سے مدھر گیت گا رہے تھے۔ اپسرائیں ناچنے لگی تھیں۔ اس وقت آپ بھی اس سبھا میں بیٹھے تھے۔ اور ٹکٹکی لگائے بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے۔ ناچنا گانا بند ہو گیا۔ آپ کے پتا (اندر) نے دیوتاؤں اپسراؤں اور دیگر سبھاسدوں کو رخصت کر کے آخر میں چتر سین گندھرو کو میرے پاس بھیجا۔ وہ آپ کے پتا کی آگیا پاتے ہی میرے پاس آکر کہنے لگے: ہے سُندری! اندر کی آگیا سے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم جھٹ پٹ پراکرمی مہابلی ارجن کو پتی روپ میں سویکار کرو! تمہارے اس کام سے میں اور اندر دونوں ہی خوش ہوں گے۔ تم بھی ارجن کے سنگ سکھ سے اپنے آپ کو شاد کام کرو!

ہے کُل نین! میں اندر کی آگیا اور چتر سین کی درخواست سے آپ کی سیوا کرنے یہاں آئی ہُوں۔ اس میں ذرا بھر بھی جھُوٹ نہ سمجھیے! جب سے آپ کے گُنوں اور خوبیوں کو سُنا ہے تبھی سے میں کام دیو کے بانوں سے گھایل ہو کر تڑپ رہی ہُوں۔ ہے پاپ رُپت دشمن کے ناش کرنے والے! بہت دنوں سے میری خواہش ہے کہ آپ میرے پتی ہوں!

اُروشی کے یہ بچن سُن کر ارجن بہت ہی شرمندہ ہُوئے۔ انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا! ہے بھامنی! تم نے جو کچھ مجھ سے کہا ہے ایسا سُننا بھی میرے لیے بہت نا واجب ہے۔ تم میری گُورو پتنی کی مانند ہو۔ بھاگیہ شالنی کُنتی اور مادری جیسے میرے لیے پُوجنیہ ہیں۔ ویسے ہی تم بھی ہو۔ ہے کلیانی! اس میں کچھ بھی شک نہ کرو۔ میں جس وجہ سے تم کو بار بار دیکھ رہا تھا۔ سو سنو! میں یہ سوچ کر بار بار تمہاری طرف تاک رہا تھا۔ کہ یہی سریشٹ اپسرا پُورو ونش کی جننی (ماتا) ہے میرا کوئی بُرا ارادہ نہ تھا۔ تم کو میری طرف سے اس طرح کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ تم نے ابھی ظاہر کیا ہے۔ تمہیں سے پُورو ونش پیدا ہُوا ہے۔ تم میری بڑی سے بھی بڑی ہو۔ کیونکہ ہمارا ونش تم ہی سے چلا ہے۔

اُروشی بولی: ہے اندر نندن! ہم اَنا ورت استریاں ہیں۔ ہماری شادی کسی سے نہیں ہُوئی ہے۔ پھر تم مجھے ماتا کے سمان کیسے سمجھتے ہو؟ پُورو ونش کے کئی پتا، سگے بھائی، بیٹے اور پوتے تپ کر کے یہاں سورگ میں آتے ہیں۔ اور میرے ساتھ رمن کرتے ہیں۔ انہیں کسی طرح کا دوش نہیں لگتا۔ اور وہ وچار بھی نہیں کرتے۔

ہے اچھا پُورن کرنے والے! مجھے کام ستا رہا ہے۔ میں بھگت (سیوک) اور فریفتہ ہو کر تمہارے پاس آئی ہُوں۔ مجھ پر کرپا کر کے مجھے سویکار کر لو۔ مجھے ناکام واپس مت کرو!

ارجن بولے: ہے سُندر انگ والی! میں نے جو تم سے نویدن کیا ہے۔ اور جو عرض کرتا ہُوں۔ اسے تم بالکل ٹھیک سمجھو۔ میں سب دِگ پالوں کو گواہ کر کے کہتا ہُوں کہ کُنتی، مادری اور دیوی اندرانی جیسے میرے لیے پُوجنیہ ہیں۔ اور کُل کی ماتا ہیں۔ ویسے ہی تم بھی ہو۔ میں تمہارے چرنوں میں سر رکھ کے پرنام کرتا ہُوں۔ تم جاؤ۔ تم میرے لیے ماتا کی طرح پُوجنیہ ہو۔ اور میں تمہارے لئے بیٹے کی بجائے ہوں آپ اپنا بیٹا سمجھ کر میری رکھشا کیجئے!

ارجن کی ایسی باتیں سُن کر اپسرا اُروشی کرودھ سے لال پیلی ہو گئی۔ اس کا جسم کانپنے لگا۔ بھویں تن کر ٹیڑھی ہو گئیں۔ غصّے میں بھر کر ارجن کو سراپ دیتے ہُوئے اس نے

کہا: "ہے ارجن! کام دیو کے بانوں سے زخمی ہو کر میں تمہارے پتا کی آگیا سے تمہارے پاس خود آئی۔ مگر تم نے مجھے قبول نہیں کیا۔ اس لئے تم کو مان سے رہت (خودداری چھوڑ کر) عورتوں کے درمیان زنانوں (مخنثوں) کی طرح رہنا پڑے گا۔ تم نپنسک (مخنث، ہیجڑا) کہلاؤ گے"۔ اس طرح ارجن کو سراپ دے کر اُروشی اپنے گھر چلی گئی۔ اس وقت بھی اس کے ہونٹ پھڑک رہے تھے۔ وہ لمبی سانسیں لے رہی تھی۔

اُروشی کے سراپ سے ارجن بہت گھبرائے۔ اب وہ چترسین کے پاس گئے۔ وہاں اُنہوں نے اس سے سب حال کہا۔ گندھرراج ان کو ساتھ لے کر اندر کے پاس گئے۔ اور ان کو شروع سے آخر تک سب حال کہہ سنایا۔ تب اندر اپنے بیٹے ارجن کو تنہائی میں لے جاکر کہنے لگے: "بیٹے! تم کو گربھ میں دھارن کرنے کی وجہ سے تیری ماتا کُنتی آج دھنیہ ہوئی۔ (دھنیہ ہیں تیری ماتا!) تم بلاشبہ ان کے سپوتر (خوش قسمت) پُتر (سپتر) ہو۔ بیٹا! تم نے اپنے دھیرج سے رشیوں اور دیوتاؤں کو بھی مات کر دیا۔ اُروشی نے تم کو جو سراپ دیا ہے۔ اس سے تم گھبراؤ مت! کیونکہ اس سراپ سے بھی تمہارا بھلا ہی ہوگا۔ ہے ارجن! بارہ سال بن باس کر چکنے پر تیرھویں سال تم لوگوں کو اگیات واس کرنا ہوگا۔ اس سال میں تم عورتوں کے درمیان مخنث کے بھیس میں رہو گے اور تمہیں کوئی پہچان نہ سکے گا۔ ایک سال تک مخنث رہ کر پھر تم مرد ہو جاؤ گے!"

باپ کے منہ سے یہ سن کر ارجن بہت خوش ہوئے۔ سراپ کی وجہ سے اُن کو جو فکر ہوئی تھی وہ دُور ہو گئی۔ وہ بے فکر ہو کر چترسین کے ساتھ سُورگ میں سُکھ سے رہنے لگے!

راجہ پریکشت کی کتھا

راجہ پریکشت کا شکار کو جانا۔ پریکشت کا شمیک رشی کے کندھے پر مرا ہُوا سانپ ڈالنا۔

اگر شنواجی بولے: ہے شونک جی! کورو خاندان کے راجہ پریکشت کا راج تھا۔ وہ اپنے چاچا پانڈو کی طرح دُھنش سے جنگ کرنے میں لاثانی اور شکار کرنا بہت پسند کرتے تھے۔ وہ اکثر ہرن، سُور۔ تیندوے۔ بھینسے وغیرہ جنگلی جانوروں کا شکار کرتے جنگلوں میں پھرتے رہتے تھے۔

ایک دن پریکشت نے ایک ہرن کو بان مارا۔ اس سے زخمی ہو کر وہ بھاگا جیسے یگیہ رُوپی ہرن کے پیچھے بھگوان شنکر دوڑے تھے ویسے ہی دھنش لیے راجہ پریکشت اس ہرن کے پیچھے دوڑے۔ پریکشت کا بان کھا کر کوئی بھی ہرن جیتا نہیں بچتا تھا۔ یہ کوئی سراپ سے ہرن کی جُون میں آیا ہُوا دیوتا تھا۔ پریکشت کا بان لگنے سے وہ سراپ سے مُکت ہو گیا۔ راجہ پریکشت ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے بہت دُور تک نکل آئے تھے وہ بہت تھک گئے تھے۔ انہیں بھوک اور پیاس بھی ستا رہی تھی۔ پانی کی کھوج کرتے ہُوئے انہوں نے دیکھا۔ کہ ایک آشرم ہے وہاں کئی گائیں بندھی ہوئی ہیں۔ اور ایک رشی بیٹھے ہیں۔ وہ گائیں جب اپنے بچھڑوں کو دُودھ پلاتی ہیں۔ تب وہ ان بچھڑوں کے منہ کا جھاگ چاٹ لیتے ہیں۔ تھکے ماندے پیاسے پریکشت نے دھیان

میں مگن اُن مُنی ور سے جاکر پوچھا۔ بھگون! میں ابھیمنو کا بیٹا راجہ پریکشت ہوں۔ میں نے ابھی ایک ہرن کو بان مارا تھا۔ مگر وہ بھاگ کر کہیں غائب ہو گیا ہے۔ کیا آپ نے اُسے ادھر سے جاتے دیکھا ہے؟ شمیک رشی مَون بَرت دھارن کئے بیٹھے تھے۔ اس لئے انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس سے راجہ کو غصّہ آگیا۔ انہوں نے وہیں پڑے ایک مُردہ سانپ کو دھنش کی نوک سے اُٹھا کر مُنی کے گلے میں ڈال دیا۔ شانت سوبھاؤ مُنی نے بھلا یا بُرا کچھ نہیں کہا۔ راجہ نے اپنا اَپمان سمجھ کر رشی کا اَپمان کیا۔ مگر اس سے انہیں کچھ خوشی نہیں ہُوئی۔ وہ وہاں سے شہر کو لَوٹ آئے۔ راستے میں غُصّہ اتر گیا۔ اور اپنے کیے پر انہیں پچھتاوا ہونے لگا۔ سوبھاوہی سے شانت چِت مُنی راجہ پریکشت کو دھرماتما اور سریشٹھ راجہ مانتے تھے۔ اس لئے راجہ کے قصور کرنے پر بھی اُنہوں نے سراپ نہیں دیا۔ راجہ پریکشت شمیک رشی کے تپوبل کو اچھی طرح نہیں جانتے تھے اس لئے اُن سے ایسی گستاخی ہوئی۔ اس رشی کا شرنگی نام ایک نوجوان بیٹا تھا۔ وہ تیز طبع۔ مہاتپسوی کرودھی اور پھر بڑی مشکل سے راضی ہونے والا اور پرتاپی تھا۔ شرنگی رشی اکثر برھماجی کی سبھا میں جایا کرتے تھے۔ جس دن پریکشت نے شمیک رشی کا اَپمان کیا۔ اس دن وہ برہم لوک سے اپنے آشرم کو آ رہے تھے۔ راستے میں انہیں ان کا ساتھی رشی کمار کرش ملا۔ شمیک رشی کے اپمان کا حال شروع سے اخیر تک کہہ کر ہنسی کرتے ہوئے طعنے کے طور پر اس نے کہا۔ شرنگی تم اپنے آپ کو بڑے یَجسوی اور تپسوی کہا کرتے ہو۔ تمہارے باپ کے گلے میں مُردہ سانپ پڑا ہُوا ہے۔ تمہارا اتنا اناعبث ہے ہم جیسے برہمچاری گیانی تپسوی رشی کماروں کی منڈلی میں اب تم بات بھی نہیں کر سکتے۔ تمہاری وہ خودداری اور اہنکار کی باتیں کہاں چل گئیں۔ جاکر دیکھو تمہارے باپ کے گلے میں ابھی تک مُردہ سانپ پڑا ہے۔ تمہارے باپ نے کوئی ایسا قصور نہیں کیا تھا جس کے لئے راجہ نے ان کا اَپمان کیا۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے۔

رشی شرنگی کا راجہ پریکشت کو سراپ دینا

شری اگرشرواجی بولے: کرش کے منہ سے یہ حال سن کر تپسوی شرنگی رشی کرودھ سے

لال پیلے ہو کر کہنے لگے۔ کس لئے میرے باپ کے گلے میں مُردہ سانپ ڈالا گیا؟ کرشن نے جواب دیا۔ آج ہرن کا شکار کرتے ہُوئے راجہ پریکشت تمہارے آشرم میں آئے۔ اور تمہارے باپ کے گلے میں مرا ہُوا سانپ ڈال کر چلے گئے۔ رشی شرنگی نے کہا۔ یہ تو معلوم ہُوا۔ میں یہ پوچھتا ہوں۔ کہ میرے پتا نے اس کم عقل راجہ کا کیا بگاڑا تھا؟ جلدی بتائیے۔ ابھی تم میرے تپ بل کی طاقت دیکھ لو گے۔ کرشن بولا۔ راجہ نے ہرن کو بان مارا۔ وہ زخمی ہو کر بھاگا۔ اس کا تعاقب کرتے ہُوئے راجہ تمہارے آشرم میں آئے۔ اُنہوں نے تمہارے پتا سے بار بار ہرن کے متعلق پوچھا۔ تمہارے باپ مون برت دھارن کیے چپ چاپ بیٹھے تھے۔ ان کی طرف سے کچھ جواب نہ پاکر بھوکے پیاسے راجہ نے غصّے میں بھر کر سانپ کو دھنش کی نوک سے اٹھا کر تمہارے باپ کے گلے میں ڈال دیا۔ تمہارے دھارمک پتا ویسے ہی سمادھی لگائے بیٹھے ہیں۔ اور راجہ پریکشت ہستنا پور کو چلے گئے ہیں

شری اُگر شروا جی کہتے ہیں۔ یہ سُن کر کہ باپ کے گلے میں مُردہ سانپ پڑا ہُوا ہے۔ شرنگی رشی غُصّے کے مارے آگ کی طرح جلنے لگے۔ ان کی دونوں آنکھیں لال ہو گئیں۔ اس کرودھی اور تپسوی رشی کمار نے غصّے میں باولے ہو کر ہاتھ میں جل لے کر راجہ پریکشت کو سراپ دیا۔ کہ سُن برائی میرے بوڑھے باپ کے گلے میں جس پاپی نے مُردہ سانپ ڈال دیا ہے۔ اس براہمنوں کا اپمان کرنے والے کورو خاندان کے کلنک راجہ کو آج سے ساتویں دن زہر ہلاہل رکھنے والا تکشک ناگ ڈس لے گا۔ اور اس طرح ان کی بُری طرح موت ہو گی۔

شری اُگر شروا جی بولے۔ کہ غصّے کے مارے اس طرح سراپ دے کر وہ رشی کمار اپنے باپ کے پاس گیا۔ اُن کے گلے میں مُردہ سانپ پڑا ہُوا تھا۔ شرنگی ان کو اس حالت میں دیکھ کر بہت ہی طیش میں آئے اور فرطِ رنج سے رونے لگے انہوں نے رشی سے کہا۔ پتا جی! پاپی راجہ پریکشت نے بلا وجہ آپ کا اپمان کیا۔ یہ سن کر میں نے اسی لمحے اس کو یہ سراپ دیا ہے کہ آج سے ساتویں دن تکشک ناگ کے ڈسنے سے تمہاری موت ہو گی۔ وہ کلنکی راجہ اسی لائق ہے اس طرح غصّے میں بھرے ہُوئے بیٹے کی باتیں سُن کر شمیک رشی بولے۔ تم نے جو کچھ کیا میں اس سے خوش نہیں ہوں۔ یہ تپسویوں کا دھرم نہیں ہے۔ ہم اس راجہ کے راج میں رہتے ہیں اور وہ ہماری حفاظت بھی انصاف سے کرتا ہے۔ اس لیے قصور کرنے پر اس کو سراپ دینا ٹھیک نہیں۔

بیٹا! ہم لوگوں کا دھرم تو کشما کرنا ہی ہے۔ دیکھو جو انسان دھرم کو مٹاتا ہے اسے دھرم بھی مٹا دیتا ہے۔ اگر راجہ اچھی طرح ہماری رکھشا نہ کرے تو ہم لوگ بے فکر ہو کر اپنے اپنے دھرم کا پالن نہیں کر سکتے۔ ساتھ ہی ہم کو طرح طرح کے دُکھ بھی بھوگنے پڑیں۔ راجہ کی مدد سے ہم لوگ دھرم پالن کرتے ہیں۔ دھرم کی رُو سے ان میں اس کا حصّہ ہے اس لئے راجہ اگر کبھی نامناسب کام بھی کر بیٹھے۔ تو اس کا بُرا نہ سوچنا چاہیئے۔ پھر راجہ پریکشت تو اپنے پڑدادا کی طرح بڑی کوشش اور انصاف سے ہماری رکھشا کر رہے ہیں۔ اور اپنے راج دھرم کی تعمیل میں ذرا بھی کمی نہیں ہونے دیتے۔ میرے مَون برت کا حال انہیں معلوم نہیں تھا۔ اس لئے وہم میں پڑ کر اور بھوک پیاس سے بے چَین ہونے کی وجہ سے وہ ایسا کر بیٹھے: بیٹا! جس ملک میں راجہ نہیں ہوتا وہاں کئی طرح کی خرابیاں ہوتی ہیں۔ چوروں اور لٹیروں کا ڈر رہتا ہے۔ قانون کے برخلاف من مانی کرنے والے باغیوں، بدمعاشوں کو قرار واقعی سزا دے کر راجہ ہی ملک میں امن قائم رکھتا ہے۔ سزا سے ڈر پیدا ہوتا ہے۔ ڈر سے امن قائم رہتا ہے۔ جب تک انسان بے کھٹکے نہیں ہوتا تب تک نہ وہ اچھی طرح اپنے دھرم کا پالن کر سکتا ہے اور نہ یگیہ وغیرہ کرموں ہی کو کر سکتا ہے۔ سو راجہ ہی سے دھرم اور دھرم ہی سے سورگ ملتا ہے۔ راجہ ہی کی مدد سے یگیہ ہوتے ہیں۔ یگیہ میں بھاگ پاکر دیوتا خوش ہوتے ہیں۔ دیوتا پرسنّ ہو کر بارش کرتے ہیں۔ بارش سے اناج وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اناج وغیرہ سے پرجا (سب جانداروں) کی زندگی بنی رہتی ہے۔ اس لئے راجہ سب انسانوں کا پالن کرنے والا (خداوندِ نعمت) ہوتا ہے۔ بھگوان منوجی کہہ گئے ہیں۔ کہ اکیلا راجہ وید کو اچھی طرح جاننے والے دس براہمنوں کے برابر مانیہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہرن کی تلاش کرتے ہوئے بھوک اور پیاس سے بے چین تھکے ہوئے راجہ نے میرے مَون برت کو نہ جان کر ایسا کام کر ڈالا۔ بیٹا! تم نے لڑکپن سے یہ کیا انرتھ کر ڈالا۔ راجہ کو سراپ ہمارے لئے بالکل نامناسب ہے۔

شرنگی و شمیک کی بات چیت۔ شمیک کے شاگرد سے پریکشت کی بات چیت۔ وزیروں سے راجہ کا صلاح کرنا

تکشک اور کشیپ کا سمواد

شرنگی رشی نے کہا۔ پتاجی! میں نے خواہ بنا سمجھے بوجھے ظلم کیا ہو۔ اور وہ خواہ آپ کو پسند آئے یا نہ آئے۔ مگر جو میں کہہ چکا وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو میں نے سراپ ہی دیا ہے۔ میرے منہ سے کبھی ہنسی دل لگی میں بھی جھوٹی بات نہیں نکلتی۔

شمیک نے کہا۔ بیٹا میں جانتا ہوں۔ کہ تم بڑے تیز طبع اور سچ بولنے والے ہو۔ جب سے جنم لیا۔ تب سے تم جھوٹ نہیں بولے۔ تمہارا یہ سراپ بھی جھوٹ نہیں ہوگا۔ ہے۔ بیٹا! کیا سراپ سے انسان گنی اور یشسوی (نامی گرامی) ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق باپ اپنے لائق اور بڑی عمر والے بیٹے کو بھی اُپدیش دے سکتا ہے۔ تم تو ابھی بچے ہی ہو۔ ہمیشہ تپ ہی میں لگے ہوئے مہاتماؤں میں بھی پربھاو (شکتی) بڑھنے کے ساتھ ساتھ کرودھ بھی بہت بڑھتا ہے۔ جُوں جُوں کسی کی عزت اور مرتبے میں اضافہ ہوتا ہے تُوں تُوں غرور کی وجہ سے اس میں غصّہ بھی بڑھتا ہے۔ اسی وجہ سے بڑے بڑے مہاتما بھی کبھی غصّے کو روک نہیں سکتے۔ بیٹا تم دھرماتما ہونے پر بھی ابھی بچے ہو۔ تم نے نادانستہ طور پر ایسا بُرا کرم کر ڈالا ہے اس لئے میں تم کو اُپدیش دیتا ہوں۔ سنو بیٹا! اب تم غصّہ کرنے کی عادت کو چھوڑ کر شانتی کا آشرہ لے بن میں کند مول پھلوں کا آہار کرتے ہوئے دھرم کا پالن کرو۔ تپسیوں کے بڑے کشٹ اٹھا کر کمائے ہوئے دھرم کو یہ پاپی کرودھ نشٹ کر دیتا ہے۔ دھرم ہین لوگوں کو اچھی گتی نہیں ملتی۔ شانتی و کشما سے ہی سدھی پراپت ہوتی ہے۔ جو کشما شیل ہیں۔ ان کے یہ لوک و پرلوک دونوں بن جاتے ہیں۔ اس لئے ہے بیٹا۔ تم ہمیشہ کشما وان اور جتیندریہ (ضابط حواس) رہنے کی کوشش کرو۔ کشما ہی سے تمہیں برہم لوک پراپت ہوگا۔ میں اسی وقت کسی شاگرد کو بھیج کر راجہ کو یہ خبر دیتا ہوں کہ راجن! تم جو ہمارے گلے میں مردہ سانپ ڈال کر میرا اپمان کر گئے ہو۔ یہ دیکھ کر میرے برداشت نہ کر سکنے والے بے سمجھ لڑکے نے کرودھ میں بھر کر تم کو سراپ دیا ہے۔

شری سُوت جی شونک رشی سے کہتے ہیں۔ کہ کشما شیل مہاتپسوی شمیک کا دل دیا بھاو سے گدگد ہو گیا۔ انہوں نے گور مکھ نامی اپنے سداچاری شاگرد کو یہ آگیا دے کر راجہ کے پاس بھیجا۔ کہ تم راجہ کے پاس جا کر بڑی نرمی سے سب باتیں کہہ دینا۔ گور مکھ اسی وقت وہاں سے چل کر بہت جلد شہر میں پہنچ کر شاہی محل کے دروازے پر گیا۔ دوار پالوں نے جا کر راجہ کو خبر کر دی۔

راجہ نے رشی کے شاگرد کو بڑی عزت سے اندر بُلا کر اس کی پوجا کی تب گور مکھ نے راجہ سے کہا۔ راجن! دھرماتما۔ جتندریہ۔ کشما شیل مہا تپسوی شمیک رشی آپ کے راج میں رہتے ہیں ہے نر سنگھ! وہ مَون برت دھاری ہیں۔ آپ نے دھنش کی نوک سے ایک مُردہ سانپ ان کے گلے میں لپیٹ دیا تھا۔ شمیک مُنی آپ کی اس حرکت سے کرودھ میں نہیں آئے۔ بلکہ انہوں نے آپ کو کشما کر دیا۔ مگر ان کے بیٹے شرنگی رشی نے کشما نہ کر کے باپ کو خبر نہ دے کر آپ کو یہ سراپ دیا ہے۔ کہ ساتویں دن تکشک ناگ آپ کو ڈسے گا اور اس سے آپ کی موت ہو گی۔ شمیک رشی سے آکر جب اُن کے بیٹے نے یہ سب حال کہا۔ تب وہ بہت دُکھی ہُوئے۔ رشی نے بار بار اپنے بیٹے سے کہا کہ ایسا کرو۔ جس سے مہاراج بچ جائیں۔ مگر وہ بولا۔ کہ میرا سراپ ہرگز عبث نہیں جا سکتا۔ رشی کسی طرح بھی اپنے کرودھی بیٹے کو شانت نہ کر سکے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس سراپ کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر مُنی وَر نے مجھے آپ کے پاس خبر دینے کے لئے بھیجا ہے۔

شری شُک شروا جی بولے۔ یہ سن کر راجہ بہت ہی فکر مند اور اداس ہُوئے مرنے کی خبر پا کر وہ اتنے فکر مند نہیں ہوئے بلکہ مَون برت دھاری شانت سوبھاؤ مہا تپسوی رشی کا بلا وجہ اپمان کر کے میں نے بہت ہی بُرا کیا۔ یہ فکر انہیں ستا رہی تھی۔ اپنے قصور اور شمیک کے اس دیا بھاؤ کا خیال کر کے راجہ کو بہت افسوس ہُوا۔ انہوں نے گور مکھ کا شکر کر کے اُسے رخصت کیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ شانت سوبھاؤ مہرشی میرے قصور کو معاف کر کے دَیا کرپا بنائے رکھیں۔ گور مکھ کے چلے جانے پر راجہ نے وزیروں سے صلاح کر کے ایک کھمبے کے اوپر ایک محفوظ محل بنوایا۔ اس میں بڑے بڑے معزز تجربہ کار کمی وَید، دوائیاں اور سانپ کے زہر کو منتر بل سے دُور کرنے والے براہمن وغیرہ رکھے گئے۔ اس محفوظ محل میں رہ کر راجہ راج کاج کرنے لگے۔ ہر لمحہ وزیر اور شریر رکھشک (باڈی گارڈ) پاس رہ کر ان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ راجہ کے پاس بنا آگیا کے کوئی بھی نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ چھُپ کر ہَوا بھی نہیں جا سکتی تھی۔

جب ساتواں دن آ پہنچا۔ تب براہمنوں میں سریشٹ کشیپ جی اس ارادے سے راجہ کے پاس چلے۔ کہ آج جب تکشک انہیں کاٹے گا۔ تب میں منتر بل سے زندہ کر دوں گا۔ کشیپ کو سراپ کا حال پہلے سے ہی معلوم تھا۔ انہوں نے سوچا۔ اس طرح دھن بھی ملے گا اور دھرم کی رکھشا بھی ہو گی۔ ادھر سے تکشک ناگ بھی راجہ کو ڈسنے

کے لیئے آ رہا تھا۔ راہ میں اس نے کشیپ جی کو دیکھا۔ بوڑھے براہمن کا بھیس بنا کر تکشک نے اس سے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ اور کس کام کے لیے اتنی تیزی سے جا رہے ہیں۔ کشیپ نے کہا۔ راجہ پریکشت کو آج ناگ راج کاٹے گا۔ میں انہیں کو جھٹ پٹ تندرست کرنے جا رہا ہوں۔ تکشک نے کہا۔ براہمن! میں وہی تکشک ناگ ہوں۔ جو راجہ کو ڈسنے جا رہا ہوں۔ آپ واپس لوٹ جائیے۔ میرے کاٹنے پر آپ راجہ کو زندہ نہیں کر سکتے۔ کشیپ نے کہا۔ میں سانپوں کے زہر کو دور کرنے کی ودیا بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ مجھے پورا بھروسہ ہے۔ کہ میں راجہ کو ضرور اپنے ودیا بل سے تمہارے زہر سے بچا سکوں گا۔

کشیپ کا زہر سے جلے برگد کے درخت کو منتر بل سے ہرا کر دینا۔ تکشک کا کشیپ کو دھن دے کر واپس لوٹا دینا۔

تکشک بولا۔ ہے کشیپ! اگر آپ میرے کاٹے ہوئے کو پھر زندہ کر سکتے ہیں۔ تو میں اس بڑ کے درخت کو اپنے زہر سے جلا دیتا ہوں۔ آپ اسے پھر ہرا بھرا کر دیں۔ دیکھیں آپ میں کتنا منتر بل ہے۔ کشیپ نے کہا ہے ناگ ناتھ! اگر یہ بات ہے۔ تو آپ اس درخت کو زہر سے جلا دیں۔ اس کے بعد میں اسے پھر ہرا بھرا کر دوں گا۔

شری اگر شروا جی بولے۔ مہاتما کشیپ کے یوں کہنے پر ناگ راج تکشک نے اس برگد کے درخت کو ڈسا۔ . . . . ڈستے ہی بڑا بھاری درخت زہر کی آگ سے جل اٹھا۔ اس درخت کو جلا کر تکشک نے پھر کشیپ جی سے کہا۔ کہ ہے براہمن سریشٹ! اب آپ کوشش کر کے اسے ہرا بھرا کر دیجئے۔ یہ سن کر کشیپ نے درخت کی راکھ اکٹھی کر کے ایک جگہ کی۔ اور کہا۔ ہے سرپ ناتھ! آج اس درخت پر میری ودیا کا بل دیکھو۔ تمہارے سامنے ہی میں اس درخت کو ہرا بھرا کر دیتا ہوں۔